مولانا محمد عنایت اللہ اسد سبحانی

تربیت کے رہ نما اصول

اُمّتِ مسلمہ کا نصب العین اقامت دین ہے۔ اقامت دین کا مطلب یہ ہے کہ ہماری پوری زندگی اللہ کے دین پر قائم ہو۔ اللہ کی مرضی اور اس کی شریعت کی پابند ہو۔ ہمارا ہر کام اس کی خوش نودی کے لیے ہو، ہمارا ہر قدم اس کی اطاعت میں اٹھ رہا ہو۔ اس دین کو ہم سارے انسانوں تک پہنچائیں۔ بلا امتیاز نسل وقوم ہر ایک کو اس دین کی دعوت دیں۔ یہ اقامت دین کی جدوجہد ہی جماعت اسلامی ہند کا نصب العین ہے۔ اور یہی نصب العین ہر اس شخص کا ہونا چاہیے، جو اپنے آپ کو اس سے وابستہ کرلے، اوراس کی تائید وحمایت کا عہد کرے۔

نصب العین کے تقاضے

☆ ضروری ہے جو دین ہم قایم کرنا چاہتے ہیں، اس کا ہمیں صحیح فہم حاصل ہو اور اپنی ذمہ داریوں کا پورا شعور ہو۔

☆ اس دین پر ہمارا ایمان، اور گہرا اطمینان ہو۔

☆ اسلام کی محبت اور اسلام کی عظمت دل میں سمائی ہوئی ہو اس کے علاوہ کوئی بھی دوسرا نظام، یا کوئی بھی دوسری تہذیب ہمارے لیے قابل قبول نہ ہو۔

☆ اسلام نے زندگی کے جو اصول دیے ہیں، ان پر ہم سختی سے کاربند ہوں۔

☆ جو چیز خلاف شرع ہوں، ان سے بہت دور رہیں، چاہے اس کے لیے کتنی ہی بڑی قربانی دینی پڑے۔

☆ دین کی سربلندی کے لیے جینا، اور اسی راہ میں کام آجانا، زندگی کی سب سے بڑی آرزو بن جائے۔

☆ ہماری صفیں پوری طرح درست اور منظّم ہوں۔ ہمارے باہمی تعلقات نہایت مستحکم ہوں،

ہم ایک دوسرے کے لیے اخلاص ومودّت کا پیکر ہوں۔

☆ ہم ایک دوسرے کے دل سے خیر خواہ ہوں۔ اور سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ سب آپس میں مل کر ایک دوسرے کی اصلاح وتربیت میں مصروف ہوں۔

سیدنا حضرت عمرؓ کا ایک مشہور قول ہے:

''اللہ کی رحمت ہو اس شخص پر جو مجھے میرے عیوب کا تحفہ پیش کرے''

☆ ہمارے درمیان ایسا اعتماد اور ایسا اخلاص ہو، کہ کوئی رکن یا کارکن کبھی اپنے آپ کو تنہا نہ محسوس کرے۔

☆ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملے تو اسے محبت سے سلام کرے۔

☆ وہ اپنے گھر بلائے تو خوشی خوشی اس کی دعوت قبول کرے۔

☆ پریشانی کا شکار یا گھریلو مسائل سے دوچار ہے، تو دوسرا رفیق اس کی پریشانی کو دور کرنا، اور اس کے مسائل کو حل کرنا اپنا فرض سمجھے۔

☆ وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کے لیے جائے۔ اس کے پاس علاج کے لیے پیسے نہ ہوں تو پیسوں کا انتظام کرے۔

☆ اس کا انتقال ہو جائے تو جنازے میں شریک ہو۔

☆ ہم اللہ کی پناہ مانگیں اس بات سے کہ ہمارے تعلقات میں نفاق یا دورنگی کا کوئی شائبہ ہو۔ ہم اپنے ساتھی کے لیے وہی پسند کریں، جو خود اپنے لیے پسند کریں۔

☆ ہمارے اوقات غیر ضروری مشاغل سے پاک ہوں۔ ہم ایسی باتوں اور ایسی دلچسپیوں میں اپنا وقت ضائع نہ کریں، جس کا ہمارے اس عظیم نصب العین سے کوئی تعلق نہ ہو۔

ذاتی تربیت

جہاں تک ذاتی تربیت کا تعلق ہے، تو اس کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے۔ ظاہر ہے آدمی اپنی کمیوں اور کمزوریوں کو جتنا جانتا ہے، کوئی دوسرا نہیں جان سکتا، لہٰذا وہ جس طرح اپنی تربیت کرسکتا ہے، کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔ مناسب ہوگا اپنے اندر جو کم زوریاں یا جو غلط عادتیں وہ پاتا ہے، ان کی فہرست بنالے، پھر روز رات میں سونے سے پہلے اپنا احتساب کرے، کہ آج کے دن وہ اپنی کم زوریوں پر قابو پانے میں کس حد تک کامیاب یا ناکام رہا۔ اگر سوئے اتفاق سے اسے بیڑی سگریٹ یا پان پراگ کی

کرے۔ اگر وہ جسمانی لحاظ سے کم زور ہے، تو کم زوری کے اسباب کو دور کرے۔ اور جسم کو صحت مند بنانے کی کوشش کرے۔ اگر وہ عبادات میں کوتاہ ہے، تو پہلی فرصت میں اپنی یہ کوتاہی دور کرے۔ وہ فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی اہتمام کرے،

عبادات کا اہتمام

اپنی کم زوریوں پر قابو پانے، اور اقامت دین کا کام صحیح طور سے انجام دینے کے لیے ضروری ہے، کہ ہم عبادات کا اہتمام کریں۔

پنج وقتہ نمازیں باجماعت ادا کریں، اذان کی آواز کانوں میں آتے ہی سارے کام کاج چھوڑ دیں۔ اور نماز کی تیاری میں لگ جائیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: اذان کے بعد اللہ کے رسولؐ کی ایسی کیفیت ہوجاتی تھی، گویا آپؐ ہمیں پہچانتے ہی نہیں ہیں۔

نماز بے خیالی یا بے شعوری کے ساتھ ادا کرنے سے پرہیز کریں۔ نماز نہایت سکون اور خشوع کے ساتھ ادا کریں۔

ذکرِ الٰہی کا اہتمام

ایک داعی حق کے لیے ذکر الٰہی کا اہتمام بھی ضروری ہے۔ ذکر الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ آپ کہیں بھی ہوں، کسی بھی حال میں ہوں، اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوں۔ کوئی کام کرنے چلیں تو اللہ کے نام سے شروع کیجیے۔ اور اس سے مدد طلب کیجیے۔ کوئی کامیابی یا کوئی خوشی حاصل ہو تو اللہ کا شکر ادا کیجیے، اور دوگانہ نفل پڑھیے۔ کوئی رنج یا کوئی صدمہ پہنچے تو اسے مشیت الٰہی سمجھ کر صبر کیجیے اور اپنے رب سے لو لگایئے۔ اپنے گردوپیش بکھری ہوئی اللہ کی نشانیاں دیکھیے، تو ان پر غور کیجیے، کہ یہ عظیم کائنات کس طرح اللہ کی اطاعت میں سرگرم ہے۔

آپ کوئی بھی کام کررہے ہوں، اپنے رب سے غافل مت ہویے۔ اس کام کو ہاتھ لگانے سے پہلے اطمینان کرلیجیے، کہ اس کام سے آپ کا رب ناخوش تو نہیں ہوگا؟ ذکر الٰہی کی روح یہ ہے کہ آپ کسی حال میں بھی ہوں، اللہ کو یاد رکھیے۔ کوئی بھی کام کررہے ہوں، اس کی باز پرس سے غافل مت ہویئے۔ ذکر الٰہی کی یہ کیفیت پیدا ہوجاتی ہے، تو ہر کام اللہ کی عبادت بن جاتا ہے۔

قرآن سے تعلق

ذکرِ الٰہی کی یہ کیفیت پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کتاب الٰہی سے خاص تعلق ہو۔

قرآن پاک کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کیجیے۔اس سے انسیت اور محبت پیدا کیجیے۔زندگی کی تاریکیوں میں اس سے روشنی حاصل کیجیے۔قرآن کا جو حکم بھی سامنے آئے، سرِتسلیم خم کردیجیے۔اسی کو اپنی قوت کا راز اور زندگی کا سرچشمہ سمجھیے۔

قرآن پاک کا سب سے بڑا عطیّہ ہے ایمان میں اضافہ۔سورۂ انفال میں ہے:

و اذا تلیت علیھم آیاتہ زاد تھم ایماناً

(جب انھیں اللہ کی آیات سنائی جاتی ہیں،تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کرتی ہیں۔)

قرآن پاک کی تلاوت کے وقت آپ بھی اپنے دل کو ٹٹولیے۔اور دیکھیے، آپ کے ایمان میں اضافہ ہورہا ہے یا نہیں؟ قرآن پاک کا ایک اور بڑا عطیّہ ہے دل کی رقّت اور آنکھوں کی طہارت، یا آنکھوں کا غسل۔سورۂ مائدہ میں مومنین کا حال اس طرح بیان کیا گیا ہے:

وإذاسمعو ماأنزل إلي الرسول تری أعينهم تفيض من الدمع مما عرفوا من الحق.

(رسول پر جو قرآن نازل ہوا ہے، اسے جب وہ سنتے ہیں تو ان کی آنکھوں کو دیکھو گے کہ وہ بہی پڑتی ہیں آنسوؤں سے، اس معرفت حق کی خوشی میں جو انہیں حاصل ہوئی ہے)

اگر آنکھیں خشک ہیں، اور دل میں کوئی رقّت نہیں، تو یہ صورت حال تشویش ناک ہے۔

اجتماعی تربیت

ضروری ہے اس ذاتی تربیت کے پہلو بہ پہلو اجتماعی تربیت کا بھی اہتمام کیا جائے۔ اجتماعی تربیت کو ہم تین حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں:

۱۔بچوں کی تربیت۔

۲۔بیوی کی تربیت۔

۳۔کارکنوں کی تربیت۔

ذیل میں ہم ترتیب وار ان تینوں پہلوؤں پر گفتگو کریں گے۔

بچوں کی تربیت

ضروری ہے کہ ہر رکن یا کارکن اپنی تربیت کے ساتھ ساتھ بچوں کی تربیت کے لیے بھی فکرمند رہے۔ بچے اللہ کی امانت ہیں۔ ہر شخص سے اس امانت کے بارے میں سوال ہوگا۔

ہر رکن جماعت کا فرض ہے کہ وہ بچوں کی تربیت کے لیے بے چین رہے۔ وہ بچوں کی تربیت سے کبھی غافل نہ ہو۔ وہ ایسے تمام وسائل اختیار کرے جو اس مقصد میں معاون ہوسکتے ہوں۔

مثال کے طور پر:

ہم شروع سے ان کے اندر اللہ سے اور اللہ کی کتاب سے محبت پیدا کریں۔ شوق و دلچسپی کے ماحول میں انہیں قرآنی دعائیں اور قرآن کی چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد کرائیں۔ سیرت و تاریخ کے سچے واقعات سنا کر بچپن سے ہی ان کے اندر اسلام اور پیغمبر اسلام سے محبت پیدا کریں۔ پیغمبر اسلام کی اتنی محبت اور آپؐ کی عظمت کا اتنا زبردست احساس ان کے اندر پیدا کردیں، کہ وہ آپؐ کی ہی ذات گرامی کو اپنی زندگی کا آئیڈیل (Ideal) سمجھنے لگیں۔

ہم ان کے سامنے رہن سہن کا اچھا اسلامی نمونہ پیش کریں، جس سے اسلام کی عظمت ان کے دل میں بیٹھتی چلی جائے۔ انھیں شروع سے مسجد جانے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی عادت ڈالیں۔ انھیں اچھی مجلسوں میں لے جائیں۔ اچھے ساتھیوں سے روشناس کرائیں۔ غلط صحبتوں میں انھیں بیٹھنے کا کبھی موقع نہ دیں۔ جس حد تک ممکن ہو، گھر میں ان کے لیے خالص اسلامی ماحول فراہم کریں۔ اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، بولنے چالنے، کھانے، پینے، ملنے جلنے ہر چیز میں انھیں شروع سے اسلامی آداب اور اسلامی طور طریقوں کا عادی بنائیں۔ رات سویرے سونے، صبح سویرے اٹھنے، سویرے اٹھ کر نماز پڑھنے، اور قرآن پاک کی تلاوت کرنے کی عادت ڈالیں۔

اگر ان تمام باتوں کا ہم شروع سے اہتمام کریں۔ ساتھ ہی بزرگان دین اور صالحین امّت کی طرح اپنی دعاہائے نیم شبی اور آہ سحر گاہی میں اپنے بچوں کو یاد رکھیں۔ اپنے رب سے ان کے لیے نیکیوں کی توفیق طلب کریں، تو بہت امید ہے بچوں کی اٹھان اچھی ہوگی۔ ان کی عادتیں اچھی ہوں گی۔ ان کے خیالات اچھے اور ان کے جذبات اسلامی ہوں گے۔

بیوی کی تربیت

بیوی کی تربیت کس طرح کی جائے؟ اس کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔

مثال کے طور پر:

حکمت کے ساتھ اس کی دینی حس بیدار کی جاے۔ اس کی اخلاقی حس کو مہمیز لگائی جائے۔ موقع موقع سے بزرگ صحابیات کے یا تاریخ کی جن نامور مسلم خواتین نے اسلام کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا ہے، ان کے سبق آموز اور ایمان افروز واقعات سنائے جائیں۔ اچھی، دین دار، اور باکردار خواتین سے اس کی ملاقات کرائی جائے۔ اور اس طرح کی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہے۔ خواتین کے ہفتہ واری اجتماعات کا نظم کیا جاے۔ اگر یہ نظم پہلے سے قائم ہو، تو اسے اور فعّال

بنایا جاے۔ اور بیوی کو شوق دلا کر ان اجتماعات میں لے جایا جاے۔ گھر میں اچھے میگزین اور کردار ساز کتابیں مہیا کی جائیں۔ بیوی کو وہ کتابیں اور وہ میگزین پڑھنے کا شوق دلایا جاے۔ اگر وہ خود نہ پڑھ سکتی ہو، تو وقتاً فوقتاً اسے خود پڑھ کر سنایا جاے۔ اس کے ساتھ ہمیشہ اچھا برتاؤ کیا جاے۔ اسلامی اخلاق اور اسلامی کردار سے اسے اس حد تک متأثر کرلیا جاے کہ وہ بھی اقامت دین کی جدوجہد میں شامل ہو جاے،

سورۂ تحریم میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا ہے:

یاایھاالذین آمنوا قوا أنفسکم و أھلیکم ناراً

(اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو آگ سے بچاؤ)

کارکنوں کی تربیت

کارکنوں کی تربیت جماعت اسلامی۔ ہند کی سب سے اہم ضرورت، اور سب سے بنیادی کام ہے۔ اس کے لیے جماعت سال میں متعدد بار تربیتی کیمپ لگاتی ہے۔ کبھی مرکزی سطح پر، کبھی علاقائی سطح پر، اور کبھی حلقہ کی سطح پر۔ ان کیمپوں کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا، کہ کارکنوں کی اچھی سے اچھی تربیت کی جاے۔ تاکہ وہ اقامت دین کی جدوجہد میں بھرپور حصّہ لے سکیں، اور تحریکی ذمہ داریوں کا حق ادا کرسکیں۔ تربیت کا اصل اور مستقل ذریعہ وہ ہفتہ واری اجتماعات ہیں، جو جگہ جگہ مقامی جماعتوں کے زیرِاہتمام پابندی سے ہوتے ہیں۔

ضرورت ہے ان اجتماعات کو زیادہ سے زیادہ فعّال اور نتیجہ خیز بنایا جاے۔ ان میں ارکان اور کارکنان کی ذہنی، فکری، علمی اور روحانی نشوونما کے پروگرام چلاے جائیں۔ جماعت میں جہاں پڑھے لکھے تعلیم یافتہ کارکن ہوتے ہیں، وہیں بہت سے غیر تعلیم یافتہ اور ناخواندہ بھی ہوتے ہیں۔

ان اجتماعات میں ایسے پروگرام چلاے جائیں، جس سے تعلیم یافتہ کارکنوں کی علمی و فکری سطح مزید بلند ہو، اور جو ناخواندہ یا غیر تعلیم یافتہ ہیں، وہ پڑھنا لکھنا سیکھ جائیں۔ بہتر ہوگا غیر تعلیم یافتہ کارکن، تعلیم یافتہ کارکنوں پر تقسیم کردیے جائیں اور انہیں گروپوں کی شکل میں چھوڑ دیا جاے، کہ وہ گھنٹہ پون گھنٹہ ایک دوسرے کے ساتھ پڑھیں پڑھائیں۔ جو رکن یا کارکن ناخواندہ ہوں، انھیں کم سے کم اتنی اردو سکھادی جاے، کہ وہ بآسانی جماعت کا لٹریچر پڑھ سکیں۔ اور اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ جو رکن یا کارکن صحیح طور سے قرآن پاک نہ پڑھ سکتے ہوں، انھیں صحیح صحیح قرآن پڑھنا سکھایا جاے۔

کارکنان کی ذہن سازی کے لیے جماعت کے بنیادی لٹریچر سے مدد لی جاے۔ مختلف کتابیں شرکاء اجتماع پر پہلے سے تقسیم کردی جائیں۔ وہ یہ کتابیں اچھی طرح پڑھ کر آئیں۔ اور اجتماع میں ان

کا خلاصہ پیش کریں۔ کوشش کی جائے کہ ان کے اندر مطالعہ کا ذوق ابھرے۔ اور جماعت کے بنیادی لٹریچر سے وہ بھرپور استفادہ کریں۔ اہم جماعتی مسائل اور تحریکی ضروریات پر مذاکرے رکھے جائیں اور شرکاء پوری تیاری کے ساتھ ان مذاکروں میں حصّہ لیں۔ مذاکرے کے آداب کا پورا لحاظ رکھا جائے۔

کارکنوں میں بسا اوقات ایسے لوگ ہوتے ہیں، جو تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود، درس دینے، تقریر کرنے، جمعہ یا عیدین کا خطبہ دینے، لوگوں کے درمیان تحریک اسلامی کا تعارف کرانے، لوگوں کے سوالات یا اعتراضات کا جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ انھیں ان صلاحیتوں کو ابھارنے کا موقع نہیں ملتا۔ ضرورت ہے کہ ان کی دبی ہوئی صلاحیتوں کو ابھرنے کا موقع دیا جائے۔ مستقل رہنے والے شرکاء اجتماع میں کوئی بھی ایسا شخص نہ رہے، جس کی حیثیت محض سامع کی ہو۔ ہر ایک کو موقع فراہم کیا جائے، کہ اپنی حیثیت اور صلاحیت کے مطابق پروگراموں میں حصّہ لے۔

رفقاء کی تربیت کے لیے ہفتہ واری اجتماعات میں متنوع پروگرام رکھے جائیں، مثلاً:

۱۔ مطالعۂ قرآن

۲۔ مطالعۂ حدیث

۳۔ مطالعۂ سیرت

۴۔ جماعت اسلامی اور دیگر عالمی اسلامی تحریکات کی تاریخ دعوت وعزیمت

۵۔ مختلف ادوار کے داعیان حق کے تذکرے، اور ان کے دعوتی تجربے،

۶۔ حالات حاضرہ اور ہماری ذمہ داریاں۔

یہ اور اس طرح کے دوسرے مفید پروگرام ہوسکتے ہیں۔ اس طرح کے سارے پروگرام رکھے جائیں۔ اور ان کے لیے جتنا وقت درکار ہو، خوشی خوشی اتنا وقت دیا جائے۔ کوشش کی جائے کہ ہر رکن نیا کارکن ان اجتماعات سے آسودہ ہوکر اُٹھے۔ کام کرنے اور کام کو آگے بڑھانے کا نیا عزم اور نیا حوصلہ لے کر اُٹھے۔

ان اجتماعات میں جن کو جو پروگرام چلانا ہو، کم از کم ایک ہفتہ پہلے انھیں بتا دیا جائے۔ جس کو جو پروگرام دیا جائے، اس کے لیے وہ پوری طرح تیار ہوکر آئے۔ پہلے سے خاطر خواہ تیاری کر کے نہ آنا، اور بلا تیاری کے پروگرام چلانا، یا عین وقت پر معذرت کردینا، یہ ہمارے اجتماعات کے وقار کے خلاف ہے۔ ان اجتماعات کو اس قدر پُرکشش اور مفید بنایا جائے، کہ ایک اجتماع ختم نہ ہونے پائے، کہ آنے والے اجتماع کا انتظار شروع ہوجائے۔ امراء مقامی کی ماہانہ رپورٹوں میں بسا اوقات یہ شکوہ سننے میں آتا ہے کہ رفقاء ہفتہ واری اجتماعات کی پابندی نہیں کرتے۔ غالباً اس کی بنیادی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان پروگراموں میں وہ دلچسپی کی کوئی چیز نہیں پاتے۔ ضروری ہے کہ ان اجتماعات کو پُرکشش اور مفید سے مفید تر بنایا جائے۔ اس کے لیے بہتر ہوگا کہ ہر اجتماع کے اختتام پر شرکاء کو موقع دیا جائے۔ وہ

بے تکلف اس اجتماع کی کارروائی پر تبصرہ کریں۔ اگر تاثرات اطمینان بخش ہوں، تو اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔ کچھ کمیاں سامنے آئیں تو آیندہ ان کا تدارک کیا جائے۔ ہر مہینے کے آخری اجتماع میں احتساب کا بھی پروگرام رکھا جائے۔ معمول کے پروگراموں سے فارغ ہونے کے بعد، ہر رفیق مہینے بھر کی کارگزاریوں اور دعوتی سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کرے۔ پھر حسب ضرورت امیر مقامی یا اس کی اجازت سے کوئی اور رفیق اس رپورٹ پر تبصرہ کرے۔ اور کام کو آگے بڑھانے کے سلسلے میں مفید مشورے دے۔

برادران وطن میں کام

یہاں اس بات کی یاد دہانی ضروری ہے کہ جماعت اسلامی ہند کی دعوت صرف مسلمانوں کے لیے نہیں، غیر مسلموں کے لیے بھی ہے۔ جماعت کے مخاطب جہاں فرزندان ملت ہیں، وہیں غیر مسلم برادران وطن بھی ہیں۔ غیر مسلموں سے روابط پیدا کرنا، ان تک اللہ کا پیغام پہنچانا، انھیں روز حساب سے آگاہ کرنا، انھیں عقیدۂ توحید کی دعوت دینا، یہ سب تحریک اقامت دین کے بنیادی کام ہیں۔ یہ کوئی نفلی کام نہیں۔ بل کہ دینی فریضہ ہے۔ اس سے غفلت و بے اعتنائی انتہائی سنگین جرم ہے، جس کا نتیجہ دنیا کی ذلّت اور آخرت کی رسوائی ہے۔

ضروری ہے ہمارا ہر رکن اور ہر کارکن اس کام کی اہمیت کو محسوس کرے۔ اور اس میں اپنی تمام صلاحیتیں اور بھرپور توانائیاں لگادے۔ اس مقصد میں کامیابی کے لیے جو جو ضروری شرطیں ہیں، وہ شرطیں پوری کرے۔ اس کی سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ جس دین کی انھیں دعوت دینے جائیں، خود ہماری زندگی اس کی سچی مثال ہو۔ ایسا نہ ہو کہ ہم زبان سے جو کچھ کہیں، ہمارا عمل اس کے خلاف ہو۔ جن لوگوں کو ہم دین کی دعوت دینی چاہتے ہیں، ضروری ہے کہ پہلے ہم ان کا اعتماد حاصل کریں۔ اپنی ہمدردیوں اور دلسوزیوں سے ان کا دل جیتیں۔ اپنے مخلصانہ رویے سے انھیں یہ باور کرادیں، کہ ہم سچ مچ ان کے خیر خواہ ہیں۔ یہ بات واضح رہے کہ دعوت، گفتگو یا تقریر کا نام نہیں۔ دعوت نام ہے اس چیز کا جو ذہنوں کو جھنجھوڑ دے، اور دلوں کو فتح کرلے۔ اور وہ ہے اخلاص و محبت، پاکیزہ کردار اور عمدہ اخلاق۔ ان چیزوں کے ساتھ جب کوئی گفتگو یا کوئی تقریر ہوتی ہے، تو وہ صحیح معنوں میں دعوت ہوتی ہے۔ اور وہ تیر کی طرح دل میں پیوست ہوجاتی ہے۔

آج کا غیر مسلم آج کے مسلم سماج کو دیکھتا ہے۔ اور اسی سے اسلام کے بارے میں راے قایم کرتا ہے۔ لہٰذا غیر مسلموں کو اسلام کی طرف لانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم مسلم سماج کو اونچا اٹھائیں۔ اسے اسلامی اخلاق اور اسلامی تعلیمات سے قریب کریں، تاکہ اجتماعی طور پر اسلام کی سچی

تصویر پیش کرسکیں۔ اور محسوس طور پر دنیا کو اسلامی نظام اور اس کی برکتوں کا مشاہد کرا سکیں۔

خاتمہ کلام

اقامت دین کا عزم لے کر اٹھنے والوں کے لیے یہ تربیت کے کچھ رہ نما اصول ہیں۔ یہ اصول اگر سامنے رہیں، تو بہت حد تک ان سے تربیت کے کام میں مدد مل سکتی ہے۔ تربیت کے باب میں سب سے اہم چیز ضمیر کی بیداری ہے۔ اگر ضمیر بیدار ہو، نیت صادق اور عزم محکم ہو، تو برسوں کے فاصلے لمحوں میں طے ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر ضمیر بیدار نہ ہو، تو اجتماعات ہوتے رہتے ہیں، تربیتی کیمپ لگتے رہتے ہیں۔ مگر بات جہاں کی تہاں رہتی ہے۔

ضرورت ہے، ہم نہایت سنجیدگی سے اس معاملے پر غور کریں اور ایمانداری سے اپنی پوشیدہ بیماریوں کا سراغ لگائیں۔ یہ کام ایسا نہیں ہے، کہ جی چاہا تو کرلیا، نہیں جی چاہا تو نہیں کیا۔ کچھ کرلیا تو ثواب ملے گا، نہیں کیا تو کوئی گناہ نہیں۔ معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ یہ کام تو ہم پر فرض ہے۔ ویسے ہی فرض ہے، جیسے نماز فرض ہے۔ اس کے کرنے پر ہی ہماری نجات کا انحصار ہے۔ نہ کرنے میں دنیا و آخرت کی رسوائی ہے۔ یہ امت مسلمہ اس دنیا میں کس لیے برپا کی گئی ہے؟ قرآن پاک بار بار کہتا ہے:

شہادت حق کے لیے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے، دعوت خیر اور اقامت دین کے لیے۔

اب اگر یہ پوری امت اس کام سے غافل ہو جاتی ہے۔ کوئی ایک گروہ بھی اس کام کے لیے کمر بستہ نہیں ہوتا، تو اس کا کیا مطلب ہوا؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری امت اپنے مقصد وجود سے غافل ہوگئی!

تو پھر اس پوری دنیا کی گمرہی کا ذمہ دار کون ہوگا؟

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم معاملے کی نزاکت محسوس کریں اور آخرت کی رسوائی سے بچنے کی فکر کریں۔

★★